باب۔2

وجود حقیقی

وجودِ حقیقی کو وجود بالذات، واجب، لاتعین، مطلق غیب، مطلق وحدت،۔ لابشرط شئے بھی کہتے ہیں۔

وجود کے سوائے دوسرے صفات الٰہی کا لحاظ رکھا جاتا ہے تو اسمائے الٰہی منتزع ہوتے ہیں۔ موجود کا منتزع عنہ، بلالحاظ دیگر حالات وصفات کے، صرف ذات الٰہی ہے۔

وجود حقیقی یا وجود بمعنیٰ مابہ الموجودیہ، یعنی وہ شئے جس کی وجہ سے یا جس کو دیکھ کر ہم چیز کو "ہے" سمجھتے ہیں، نفس الامر واقع میں ہے۔ دنیا تمام بے حقیقت اور لغو، بلا منشاء خیالی اور جھوٹ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ساری دنیا جھوٹ ہے، بے منشاء خیالی اور لغو ہے تو ایسا خیال خود غلط ہے۔ ساری دنیا کو جھوٹا کہنے والا، خود جھوٹا ہے۔ کیوں کہ دنیا میں وہ خود بھی شامل ہے۔ یہ ثابت ہو گیا کہ دنیا ہے اور دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ بھی ہیں۔ یہ سب چیزیں انتزاعی اور خیالی ہیں، قبول! مگر یہ ساری دنیا کا قیام ہے کس پر۔۔ ؟ اب ہم کہتے ہیں، وجود بمعنیٰ مابہ الموجودیہ یا وجود حقیقی کے مقابل کیا شئے ہے۔۔۔ صرف عدم محض، سلب بسیط، نیستی بحت۔ بھلا عدم محض کیوں کر موجود ہو سکتا ہے! اگر عدم محض موجود ہو تو انقلاب ماہیت یا اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔۔ کیا وجود حقیقی بذاتہٖ موجود ہو گا، یا اس کو کوئی دوسرا موجود کرے گا، یا وہ کسی دوسری شئے سے منتزع ہو گا؟ اگر وجود حقیقی کو کوئی دوسرا موجود کرے یا دوسری شئے سے وجود حقیقی منتزع ہو تو وہ دوسری شئے ہی وجود حقیقی ہو گی۔ اور یہ وجود بالغیر اور وجود بالعرض اور وجود غیر حقیقی ہو جائے گا۔ اور یہ خلاف فرض اور اجتماع نقیضین ہے۔ کیا وجود حقیقی سے پہلے

عدم یا بعد عدم ہو سکتا ہے؟ ہر گز نہیں، ورنہ انقلاب حقائق لازم آئے گا۔ دوسرے وجودات کس سے رُونما ہیں۔۔؟ وجود حقیقی سے، مابہ الموجودیہ سے۔

بتاؤ جو شئے سب کی اصل ہو، حقیقی وجود ہو، بالذات موجود ہو، ازلی و ابدی ہو، جس کے ساحتِ عزت تک عدم کو قدم نہ ہو۔ تمام موجودات کا مرجع و مآب وہی ہو، اس کا نہ کوئی ضد ہو نہ کوئی ند۔ وہ ہے کیا۔۔؟ لاریب واجب الوجود ہے، منبع الجود ہے، حق معبود ہے۔

قُلْ هُوَ اللَّـهُ أَحَدٌ۔ اللَّـهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ

ممکنات، جائزات، مخلوقات کا وجود، کیا ان کا عین ذات ہے۔۔؟ یا ان کے ذوات کو لازم ہے۔۔؟ ہر گز نہیں۔ اگر وجود ذواتِ ممکنہ کا عین یا لازم ہوتا تو وجود ان سے کبھی جدا و منفک نہ ہوتا۔ کیوں کہ شئے سے اس کی ذات و ذاتیات اور لوازم کبھی چھوٹ نہیں سکتے۔

پس جب وجود، ذات ممکن کو لازم نہیں، اور ممکن بالذات، موجود بالذات نہیں، تو ضرور ایک ایسی ذات ہو گی جس کا وجود عین ذات ہو۔ اور وہ واجب الوجود بالذات، خود واجب بالذات ہو اور ممکنات کو اپنے وجود سے واجب الغیر بنائے۔

اور دیکھو! زید کھڑا ہے، گھوڑا کھڑا ہے، درخت کھڑا ہے، اسی وقت کہہ سکتے ہیں جب کہ ان سب میں ایک ایسی حالت مشترک ہو جس کو دیکھ کر "کھڑے رہنے" کو منتزع کر سکیں۔ یعنی انتزاعی کا اشتراک منتزع عنہ کے منشا کے اشتراک پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح زید ہے، گھوڑا ہے، اسی وقت کہہ سکتے ہیں جب ان سب میں اس "ہے" کا منشاء مشترک موجود ہو۔ وہی تو مابہ الموجودیہ ہے، جو عین ذات واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ کون و حصول کا بے شک ان صورتوں میں بھی ایک مشترک منشاء ہے۔ کون، جو انتزاعی ہے اس کے اشتراک سے، اس کے منشاء مابہ الموجودیہ کا اشتراک لازمی امر ہے۔ نیز اگر وجود عینِ ذاتِ واجب نہ ہو تو غیر ذات ہو گا۔ اس وقت واجب اپنے غیر، یعنی وجود کا محتاج ہو گا۔ پس واجب، واجب نہ رہا۔ کیوں کہ احتیاج، شانِ وجوب کے خلاف ہے۔ نیز اس صورت میں استکمال بالغیر لازم آتا ہے۔

یہ بھی ایک دلیل ہے کہ وجود اگر عین ذات نہ ہو بلکہ زائد از ذات ہو تو وجود واجب کے لیے مثل اور صفات کے ثابت ہو گا۔ اور چوں کہ کوئی چیز کسی شئے کے لیے اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ شئے موجود نہ ہو لے۔ یعنی، ثبوت شئ لشئ فرع ثبوت المثبت له، پس پہلے واجب موجود ہو گا پھر اس کے لیے وجود ثابت ہو گا۔ واجب موجود ہونے کے معنٰی ہوئے، اس کے لیے وجود ثابت ہے۔ پس اس وقت دو وجود ہوئے۔ ایک جانب ذات و مثبت له۔ دوم جانب صفت۔ یہ دونوں وجود ایک ہیں تو تقدم الشئ علیٰ نفسه اور دور لازم آئے گا۔ اگر دونوں آپس میں غیر ہیں تو اس وجود کے متعلق جو جانب ذات ہے پھر یہی سوال اٹھے گا اور تسلسل لازم آئے گا۔ خود ایک شئے کا دو وجودوں سے پایا جانا، کیا کچھ مضحکہ انگیز نہیں ہے!

شَهِدَ اللّٰـهُ أَنَّهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ، (آل عمران:۱۸)

جب وجود عین ذاتِ واجب ہوا تو بے چارے ممکن کے لیے کیا رہا۔ وہی عدم ذاتی، وہی بطلانِ حقیقت، وہی نیستی اصلی، وہی اعتباریت، وہی مجازیت۔

دیکھا تو کچھ نہ پایا سوچا تو بس یہ سمجھا
ایک نام رہ گیا ہے میرا تری گلی میں حسرتؔ

جب ممکن خود باطل الحقیقت اور معدوم بالذات ہے، بلکہ حالتِ وجود میں بھی اپنے بطلانِ ذات و عدم ذاتی سے نہیں نکلتا۔ چودھویں رات کا چاند اپنی پوری چمک دمک کی حالت میں بھی ذاتی بے نوری سے نہیں نکلتا۔ سمجھنے والا سمجھتا ہے کہ یہ نورِ خورشید ہے جو قمر پر پڑ کر نمایاں ہے۔ اور قمر کی اصلی حالت وہ ہے جو چاند گہن اور سورج گہن کے وقت معلوم ہوتی ہے۔ پس ممکن، دوسرے ممکن کو کیوں کر پیدا کر سکتا ہے۔۔؟ ایک مردہ، دوسرے مردے کو کیا زندہ کر سکتا ہے۔۔؟ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔

لہٰذا کوئی ممکن کسی ممکن کی علّت نہیں ہو سکتا۔ علّیت صرف ذاتِ حق میں منحصر ہے۔ ہاں نظام اسباب اس کی حکمتِ بالغہ کے ظہور کا محل ہے۔

2.1 عدم:

وجود کی بحث ہو چکی۔ اب عدم کے متعلق بھی تھوڑی سی بحث کریں گے۔ کیا عدم خارج میں موجود ہے۔۔؟ ہرگز نہیں۔ "عدم "اور موجود ہونا یہ تو انقلابِ حقیقت یا اجتماعِ نقیضین ہے۔ پھر وہ سمجھا کس طرح جاتا ہے۔۔؟ اور منتزع کس سے ہوتا ہے۔۔؟ یاد رکھو! ہمیشہ عدم، وجود سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ **وبضدھا تتبین الاشیاء**۔

فرض کرو ایک شخص کے پاس گھوڑا ہے اور دوسرے کے پاس نہیں ہے، تو اس دوسرے شخص کے گھوڑا نہ رکھنے کا علم اس شخص کے مقابلے سے ہوتا ہے جس کے پاس گھوڑا ہے۔ اسی طرح غنی کے مقابلے سے فقیر متعین ہوتا ہے۔ اسی طرح بینا کے مقابلے سے نابینا سمجھ میں آتا ہے۔ پس وجودِ اضافی، عدم اضافی کا منتزع عنہ ہوتا ہے۔ اور وجودِ محض ہی عدم محض کا منتزع عنہ ہوتا ہے۔ چوں کہ ممکن، عدمی و انتزاعی شئے ہے، اور واجب، موجود حقیقی ہے۔ وجود اس کے لیے عین ذات ہے، لہٰذا یہ قول صحیح ہوا، **الحق محسوس و الخلق معقول**۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وجود، عین ذاتِ واجب بھی ہو، اور پھر ممکن کو وجودِ حقیقی سے حصہ بھی ملے۔ غرض کہ جب تک خدا محسوس نہ ہوگا، بندہ ہرگز سمجھ میں نہ آئے گا۔ پس ایک عجیب معنٰی نکلے، **من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ** کے۔

اور دیکھو! مخلوقات و ممکنات، عدم سے رونما ہوئے کے معنٰی نکلے "ممکنات، وجود کے کنز مخفی سے نمایاں ہوئے"۔ **سبحان اللہ**۔ نظر، وجود پر ہے اور عدم سمجھا جاتا ہے۔ پس جب ہم واجب کو وجودِ محض سمجھیں گے تو ہم اپنے آپ کو ضرور عدم محض سمجھیں گے۔